[1999] سپریم کورٹ رپوٹس 2.S.C.R
از عدالت عظمی
اسٹیٹ آف ہماچل پردیش
بنام
جے لال اور دیگران
13 ستمبر 1999

[کے ٹی تھامس اور ڈی پی مہاپترا، جسٹسز]

فوجداری قانون:

ثبوت ایکٹ، :1872 دفعہ 45۔

ضلع باغبانی افسر – ماہر گواہان کے طور پر جانچ – سیب کے باغات کی پھل پیدا کرنے کی صلاحیت کا اندازہ لگانے کے لیے – اس طرح کے ماہر گواہان نے سیب کے درختوں کی پیداواری صلاحیت کا اندازہ لگانے میں کوئی سائنسی مطالعہ یا تحقیق نہیں کی – اس طرح کے ماہر شواہد کی وشوسنیتا – منعقد: اس طرح کے ماہر گواہان کی گواہی کو ماہر ثبوت کا لیبل نہیں دیا جا سکتا – فوجداری مقدمہ۔

تعزیراتی ضابطہ، :1860 دفعات 120 – بی اور 420۔

مجرمانہ سازش – ریاستی حکومت نے بیمار پھلوں کی خریداری اور انہیں تباہ کرنے کا پالیسی فیصلہ لیا – الزامات کہ ملزمان نے کھردری سیب کی زیادہ مقدار ظاہر کرتے ہوئے جھوٹے ریکارڈ تیار کیے اور اس طرح سرکاری خزانے کو نقصان پہنچایا – سازش کا کوئی ثبوت نہیں – الزامات کو ماہر شواہد کے ذریعے قائم کرنے کی کوشش کی گئی – ایسے شواہد ناقابل اعتماد اور ناکافی پائے گئے – درج ذیل تھے: کیس کے حالات میں، عدالت عالیہ نے ملزم افراد کو بدعنوانی کی روک تھام کا قانون 1988، دفعہ 5(2) سے بری کر دیا۔

الفاظ اور جملے:

"ماہرین – معنی – ثبوت ایکٹ 1872 کی دفعہ 45 کے تناظر میں

مدعا علیہان – ملزموں کو ٹرائل کورٹ نے تعزیرات ہند 1860 کی دفعات 120 – بی اور 420 اور بدعنوانی کی روک تھام کے قانون 1988 کی دفعات 5(2) کے ساتھ ساتھ آئی پی سی کی دفعات 120 – بی کے تحت مجرم قرار دیا تھا۔ تاہم، عدالت عالیہ نے

ملزموں کو بری کردیا۔اس لیے یہ اپیل۔

استغاثہ کے مطابق، پھلوں کو انسانی استعمال کے لیے نااہل قرار دینے والی اسکیب نامی بیماری نے ریاست کے مختلف علاقوں میں سیب کے باغات کو متاثر کیا۔اس لیے ریاستی حکومت نے بیمار پھلوں کو خریدنے اور انہیں تباہ کرنے کا پالیسی فیصلہ لیا۔یہ فیصلہ کیا گیا کہ بیمار سیب کی خریداری اور تباہی ریاست بھر کے مختلف مراکز پر اہلکاروں اور غیر عہدیداروں پر مشتمل ٹیموں کے ذریعے کی جائے گی۔

یہ الزام لگایا گیا کہ ملزم افراد سرکاری ریکارڈ میں درج کی گئی مقدار سے بہت کم مقدار میں کھوپڑی والے سیب لائے تھے اور اس کے بدلے رقم وصول کی تھی اور اس طرح ریاستی حکومت کو دھوکہ دینے کے مقصد سے فوجداری سازش میں ملوث ہوئے تھے۔

مقدمے کی سماعت میں استغاثہ کے مقدمے کو قرائنی شہادت سے ثابت کرنے کی کوشش کی گئی تھی جسے ضلعی باغبانی افسر کی گواہی کے ذریعے ریکارڈ پر لایا گیا تھا جس سے زیر بحث باغات کی پھل پیدا کرنے کی صلاحیت کا اندازہ لگانے کے لیے ماہر کے طور پر جانچ کی گئی تھی۔استغاثہ کے مطابق، اس ماہر کے شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ ملزم کی طرف سے خریداری مراکز میں لائے گئے کھردری سیب کی مقدار جیسا کہ ریکارڈ میں ظاہر ہوتا ہے، بہت زیادہ بڑھا چڑھا کر دی گئی تھی۔شواہد سے استغاثہ نے اس کیس کو قائم کرنے کی کوشش کی کہ پورا لین دین ریاستی حکومت کو دھوکہ دینے کی مجرمانہ سازش کا نتیجہ تھا اور عوامی فنڈز اور متعلقہ سرکاری ملازمین کو سازش میں فریق ہونے کی وجہ سے غلط استعمال کیا گیا تھا، مقصد آسانی سے حاصل کیا جا سکتا تھا۔

اپیل مسترد کرتے ہوئے عدالت نے

منعقد.1: ماہر گواہان وہ ہوتا ہے جس نے اس موضوع کو بنایا ہو جس پر وہ بات کرتا ہے اسے ایک خاص مطالعہ، مشق یا مشاہدے کا معاملہ بنایا ہو اور اسے اس موضوع کا خاص علم ہونا چاہیے۔[324–ب]

.2.1۔ماہر حقیقت کا گواہ نہیں ہوتا۔اس کا ثبوت واقعی ایک مشاورتی نوعیت کا ہے۔ماہر گواہان کا فرض جج کو نتائج کی درستگی کی جانچ کے لیے ضروری سائنسی معیارات فراہم کرنا ہے تاکہ جج اس معیار کو مقدمے کے شواہد سے ثابت ہونے والے حقائق پر لاگو کر کے اپنا آزاد فیصلہ تشکیل دے سکے۔سائنسی رائے کا ثبوت، اگر قابل فہم، قابل اعتماد اور تجربہ شدہ ہو تو ایک عنصر بن جاتا ہے اور اکثر کیس کے دیگر شواہد کے ساتھ ساتھ غور کے لیے ایک اہم عنصر بن جاتا ہے۔ایسے گواہ کی ساکھ کا انحصار اس کے نتائج کی حمایت میں بیان کردہ وجوہات اور فراہم کردہ اعداد و شمار اور مواد پر ہوتا ہے جو اس کے نتائج کی بنیاد بناتے ہیں۔[325–ای–ایف]

2.2۔ماہر کی طرف سے پیش کردہ رپورٹ خود بخود ثبوت کے طور پر نہیں آتی ہے۔عدالت میں گواہ کے طور پر اس سے پوچھ گچھ کی جاتی ہے اور اسے جرح کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔[325–جی]

حاجی محمد اکرم الاسلام حق بنام اسٹیٹ آف ڈبلیو بی، [1959] ایس سی آر 488، پر انحصار کیا۔

3.1۔موجودہ معاملے میں ماہر گواہان نے اپنی گواہی میں یہ ظاہر کرنے کے لیے کچھ نہیں کہا ہے کہ اس نے ریاست میں سیب کے درختوں کی پیداواری صلاحیت کا اندازہ لگانے کے لیے کوئی سائنسی مطالعہ یا تحقیق کی تھی۔وہ یہ بھی نہیں بتاتا کہ آیا اس نے موجودہ کیس سے پہلے ایسا کوئی کام کیا تھا۔اس میں کوئی شک نہیں کہ ریاستی حکومت کے محکمہ باغبانی کے ایک افسر کے طور پر انہوں نے اس معاملے میں کچھ تجربہ حاصل کیا ہوگا لیکن یہ انہیں اس شعبے میں ماہر بنانے اور اپنی گواہی کو" ماہر ثبوت" کا لیبل دینے کے لیے کافی نہیں ہے۔[326–اے–بی]

3.2۔مزید برآں، ریاستی خزانے کو دھوکہ دینے کے ملزم افراد کے درمیان سازش کے الزام کی حمایت میں اور اس مقصد کے ساتھ کاشتکاروں کی طرف سے لائے گئے کھرداری سیب کی بڑھتی ہوئی مقدار میں داخل ہونے کا کوئی براہ راست یا حالات سے متعلق ثبوت نہیں ہے۔[326–ایف]

4۔ڈسٹرکٹ ہارٹیکلچر آفیسر کا ثبوت بہت سی غیر تسلی بخش خصوصیات سے گھرا ہوا ہے جو اسے واضح طور پر ناقابل اعتماد بناتا ہے اور کسی بھی صورت میں ملزم افراد کے خلاف لگائے گئے الزامات کو قائم کرنے کے لیے ناکافی ہے۔لہذا، عدالت عالیہ نے ملزم افراد کو بری کر دیا۔[327–سی]

فوجداری اپیل کا عدالتی حد اختیار: فوجداری اپیل نمبر 1997 530 وغیرہ۔

1990 کے فوجداری اے نمبر 353 میں ہماچل پردیش عدالت عالیہ کے مورخہ 2.5.96 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندہ کے لیے محترمہ میناکشی اروڑا

جواب دہندگان کے لیے ڈاکٹر کے ایس چوہان

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

ڈی پی مہاپترا، جسٹس اگرچہ جن مقدمات سے یہ اپیلیں اٹھتی ہیں انہیں ہماچل پردیش کی عدالت عالیہ کے ذریعے مختلف تاریخوں پر دیے گئے فیصلوں کے ذریعے نمٹا دیا گیا تھا، لیکن تمام مقدمات میں شامل حقائق اور قانون کے سوالات ایک جیسے ہیں۔فریقین کے معروف وکیل کی رضامندی سے تمام اپیچ مقدمات کی ایک ساتھ سماعت کی گئی اور انہیں اس مشترکہ فیصلے کے ذریعے نمٹا دیا جا رہا ہے۔

ریاست ہماچل پردیش اپنے سیب کے لیے پورے ملک میں مشہور ہے۔ریاست میں سیب کے باغات کے بڑے حصے ہیں اور لوگوں کی ایک اچھی تعداد سیب اگانے میں مصروف ہے۔ریاست میں سیب کا موسم جولائی سے اکتوبر کے مہینوں کے درمیان ہوتا ہے۔سال

1983 میں ریاست کے مختلف علاقوں جیسے جبل اور روہرو میں سیب کے باغات "سکاب" نامی بیماری سے متاثر ہوئے تھے جس کی وجہ سے یہ پھل انسانی استعمال کے لیے نااہل ہو گئے تھے۔ ریاست میں سیب کے کاشتکاروں کو درپیش بھاری مالی نقصان کے بارے میں فکر مند محسوس کرتے ہوئے اور صحت عامہ کو لاحق خطرے کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر کبھی سے متاثرہ سیب بازاروں میں فروخت کیے جاتے ہیں تو ریاستی حکومت نے بیمار پھلوں کو خریدنے اور انہیں تباہ کرنے کا پالیسی فیصلہ لیا۔ پالیسی کے نفاذ کے لیے طریقہ کار کا ایک مجموعہ وضع کیا گیا تھا جس میں یہ فراہم کیا گیا تھا کہ بیمار سیب کی خریداری اور تباہی ریاست بھر کے مختلف مراکز میں اہلکاروں اور غیر عہدیداروں کی ٹیموں پر مشتمل ہوگی۔ ہر ٹیم کی سربراہی ریاستی حکومت کا ایک گزٹیڈ افسر کرتا تھا اور ٹیم میں مقامی پنچایتوں کے پردھان، اپ پردھان شامل تھے۔ مراکز پر کھوپڑی سے متاثرہ سیب کے وزن اور اس کی تباہی کے انتظامات کیے گئے تھے۔ کاشتکاروں سے کہا گیا کہ وہ اپنے باغات سے بیمار سیب کو خریداری اور تباہی کے لیے مرکز میں لائیں۔ اس بات کو یقینی بنانے کے لیے احتیاطی تدابیر اختیار کی گئیں کہ خریدے گئے سیب کو دوبارہ سائیکل نہ کیا جائے۔ بنیادی خیال یہ تھا کہ کاشتکار اپنے باغات میں پیدا ہونے والے سیب لائیں اور دیگران سے خریدے یا جمع کیے ہوئے پھل نہ لائیں۔ یہ بھاری مالی نقصان کا سامنا کرنے والے کاشتکاروں کو مدد فراہم کرنے کے مقصد کے مطابق تھا۔ اس کارروائی میں اس مقصد کے لیے قائم کیے گئے 195 مراکز سے تقریبا 30000 ٹن کھرداری سے متاثرہ سیب کی خریداری کی گئی اور اسے تباہ کیا گیا اور متعلقہ کاشتکاروں کو 50 پیسے فی کلو معاوضہ ادا کیا گیا۔

مختلف حلقوں سے بڑے پیمانے پر گڑبڑ اور سرکاری رقم کے غلط استعمال کی شکایات موصول ہوئیں۔ ریاستی حکومت نے اس معاملے کی جانچ پڑتال کے لیے شملہ کے اس وقت کے ضلع اور سیشن جج، شری روپ سنگھ ٹھاکر کو ایک رکنی انکوائری کمیشن مقرر کیا۔ کمیشن اس نتیجے پر پہنچا کہ کچھ افراد نے کھوپڑی والے سیب کی بڑھتی ہوئی مقدار دکھا کر جھوٹی ادائیگیاں حاصل کیں اور اس طرح ریاستی حکومت کو دھوکہ دیا۔ کمیشن اس نتیجے پر بھی پہنچا تھا کہ یہ گڑبڑ پھلوں کی خریداری اور تباہی میں مصروف ٹیم کے ارکان کی ملی بھگت سے کی گئی تھی۔ مذکورہ انکوائری رپورٹ کی بنیاد پر سرکاری ملازمین جو ٹیم کے ممبر تھے اور متعلقہ کاشتکاروں کے خلاف بھی متعدد فوجداری شکایات درج کی گئیں۔ مقدمات خصوصی جج شملہ کی عدالت میں مقدمے کی سماعت کے لیے بھیجے گئے تھے۔

ان معاملات میں یہ الزام لگایا گیا کہ ملزم افراد نے ریاستی حکومت کو دھوکہ دینے کے مقصد سے ایک فوجداری سازش کی جس میں کسانوں کی طرف سے لائے گئے کھرداری سیب کی بڑھتی ہوئی مقدار کو ظاہر کرنے والے جھوٹے ریکارڈ تیار کیے گئے اور اس سے سرکاری خزانے کو نقصان پہنچا۔ استغاثہ کے مقدمے کا خلاصہ یہ تھا کہ کاشتکار سرکاری ریکارڈ میں درج کردہ مقدار سے بہت کم مقدار میں کھوپڑی والے سیب لائے تھے اور اس کے بدلے رقم وصول کی تھی۔ ان الزامات پر تمام ملزموں پر تعزیرات ہند کی دفعہ 468، 420، 120-بی اور بدعنوانی کی روک تھام کے قانون 1988 کی دفعہ 5(2) کے تحت قابل سزا جرائم کا الزام عائد کیا گیا۔

ملزموں نے الزامات کی تردید کی۔ وہ سرکاری ریکارڈ کے ساتھ کھڑے رہے اور ان الزامات کی تردید کی کہ ریاستی حکومت کو دھوکہ دینے کے مقصد سے خریدے گئے اور تباہ کیے گئے سیب کے ذخیرے کی بڑھتی ہوئی مقدار ریکارڈ میں درج کی گئی تھی۔

مقدمے کی سماعت میں استغاثہ کے مقدمے کو قرائنی شہادت سے ثابت کرنے کی کوشش کی گئی تھی جسے شملہ کے اس وقت کے ضلع باغبانی افسر شری پی سی پنور کی گواہی کے ذریعے ریکارڈ پر لایا گیا تھا، جن سے باغات کی پھل پیدا کرنے کی صلاحیت کا اندازہ لگانے کے لیے

ماہر کے طور پر جانچ کی گئی تھی۔ استغاثہ کے مطابق اس ماہر کے شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ ملزم کی طرف سے خریداری مراکز میں لائے گئے کھرداری سیب کی مقدار جیسا کہ ریکارڈ میں ظاہر ہوتا ہے، بہت زیادہ بڑھا چڑھا کر دی گئی تھی۔ شواہد سے استغاثہ نے اس کیس کو قائم کرنے کی کوشش کی کہ پورا لین دین ریاستی حکومت کو دھوکہ دینے کی فوجداری سازش کا نتیجہ تھا اور عوامی فنڈز اور متعلقہ سرکاری ملازمین کو سازش میں فریق ہونے کی وجہ سے غلط استعمال کیا گیا تھا، مقصد آسانی سے حاصل کیا جا سکتا تھا۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ سال 1983 کے دوران باغات کی سیب کی فصل کو ظاہر کرنے کا کوئی براہ راست ثبوت پیش نہیں کیا گیا تھا۔ یہ ریکارڈ پر ہے کہ شری پی سی پنور نے نومبر 1984 میں باغات کا دورہ کیا یہاں تک کہ اگلے سال کی فصل کی کٹائی کے بعد بھی۔

دفاع کی جانب سے باغبانی کے ایک ریٹائرڈ پروفیسر شری ڈی آر ٹھاکر اور ایک کاشتکار شری سمشر سنگھ سے شری پنور کے شواہد کا مقابلہ کرنے کے لیے جانچ کی گئی۔

مقدمے کی سماعت کرنے والے جج نے شری پی سی پنور کے ثبوت کو قبول کیا اور فیصلہ دیا کہ استغاثہ تمام ملزموں کے خلاف آئی پی سی کی دفعات 120–بی اور 420 کے تحت اور اس کے علاوہ، بدعنوانی کی روک تھام کے قانون کی دفعات 5(2) کے ساتھ 120–بی آئی پی سی کے تحت متعلقہ سرکاری ملازمین کے خلاف الزام گھر لانے میں کامیاب رہا۔ ٹرائل کورٹ نے مزید پایا کہ آئی پی سی کی دفعہ 468 کے تحت تبدیلی قائم نہیں کی گئی تھی۔

اپیل پر، ہماچل پردیش کی عدالت عالیہ نے ٹرائل کورٹ سے اختلاف کیا اور یہ نظریہ اختیار کیا کہ استغاثہ ملزم افراد کے خلاف کسی بھی الزام کو ثابت کرنے میں ناکام رہا ہے۔ عدالت عالیہ کا خیال تھا کہ شری پی سی پنور کا ثبوت قانون کی ضرورت سے بہت کم ہے اور اس لیے اس پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے مطابق، عدالت عالیہ نے ملزموں کو تمام الزامات سے بری کر دیا۔ لہٰذا یہ اپیلیں ریاست ہماچل پردیش کی طرف سے دائر کی گئی ہیں۔

اپیل گزار کی طرف سے پیش ہونے والے فاضل وکیل، شری الطاف احمد کی بنیادی دلیل تھی کہ دفاضل ٹرائل جج نے شواہد پر مکمل بحث کی تھی اور استغاثہ کے مقدمے کو قبول کرنے کی ٹھوس وجوہات بتائیں تھیں جبکہ عدالت عالیہ نے ٹرائل کورٹ کے فیصلے میں بیان کردہ وجوہات کا باریک بینی سے جائزہ لیے بغیر، سطحی نقطہ نظر پر استغاثہ کے مقدمے کو مسترد کر دیا اور ملزموں کو بری کر دیا۔

جواب دہندگان کی طرف سے پیش ہوئے ماہر وکیل نے زور دے کر زور دیا کہ استغاثہ ملزم افراد کے خلاف کسی بھی الزام کو گھر لانے میں مکمل طور پر ناکام رہا ہے اور عدالت عالیہ نے انہیں بری کر دیا ہے۔ شری پی سی پنور کے شواہد کا حوالہ دیتے ہوئے، فاضل وکیل نے دلیل دی کہ انہیں نہ تو سیب کے درختوں کی زیادہ سے زیادہ پیداواری صلاحیت کے تخمینہ کاری لیے ماہر کے طور پر لیا جا سکتا ہے اور نہ ہی ان کے شواہد سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سرکاری ریکارڈ میں بڑھا ہوا ذخیرہ درج کیا گیا تھا۔ فاضل وکیل کے مطابق کھرداری سیب کی مقدار سرکاری ریکارڈ میں صحیح طریقے سے درج کی گئی تھی۔ جواب دہندگان کے لیے فاضل وکیل کی یہ مزید دلیل تھی کہ اسکیم کے طریقہ کار کے تحت ٹیم میں سرکاری اہلکار اس بات کا تعین کرنے کے لیے ذمہ دار نہیں تھے کہ آیا کاشتکار کی طرف سے لائے گئے بیمار سیب کی مقدار اس کے باغ میں اگائی گئی فصل سے باہر تھی یا اسے کسی اور ذریعہ سے حاصل کیا گیا تھا۔ ٹیم کے غیر سرکاری ارکان یعنی پردھان، اپ پردھان

اور پنچ اس کو کاشتکار کی شناخت کرنی تھی اور یہ بھی تصدیق کرنی تھی کہ اس کی طرف سے لایا گیا اسٹاک اس کے باغ سے تھا۔ اس طرح کی تصدیق پر سرکاری اہلکاروں کو سرکاری ریکارڈ میں مقدار کا وزن کرنا اور درج کرنا تھا۔ اسٹاک کو تباہ کرنے کے بعد اس سلسلے میں ریکارڈ میں ایک اندراج بھی کیا جانا تھا۔

فریقین کے معاملے سے، نیچے کی عدالتوں کے ذریعے درج کردہ نتائج اور ہمارے سامنے سماعت میں اٹھائے گئے تنازعات جو بنیادی سوال طے کرنے کے لیے پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ کیا شری پی سی پنور کے ثبوت کی استغاثہ نے بطور ماہر جانچ کی ہے تاکہ یہ ثابت کیا جا سکے کہ زیر بحث باغات کی زیادہ سے زیادہ پیداواری صلاحیت پر یقین کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔ درحقیقت استغاثہ کا پورا مقدمہ اس کے ثبوت پر منحصر ہے۔

ماہر گواہان وہ ہوتا ہے جس نے اس موضوع کو بنایا ہو جس پر وہ بات کرتا ہے، خاص مطالعہ، مشق یا مشاہدے کا معاملہ؛ اور اسے اس موضوع کا خاص علم ہونا چاہیے۔ شری پی سی پنور نے اپنے ثبوت میں کہا ہے کہ انہوں نے بی ایس سی پاس کیا ہے۔ 1959 میں دہلی یونیورسٹی سے (زراعت) آنرز؛ اس کے بعد انہوں نے 1967 میں پنجاب یونیورسٹی سے ایم آئی ایس سی (ہارٹ) کیا۔ انہوں نے سال 1969 میں محکمہ زراعت میں ریسرچ اسسٹنٹ کے طور پر شمولیت اختیار کی۔ انہیں سال 1973 میں باغبانی کے ترقیاتی افسر کے طور پر ترقی دی گئی اور تخمینہ کاری کے وقت وہ ضلع باغبانی افسر، شملہ کے طور پر کام کر رہے تھے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ سال 1986 میں انہوں نے یونیورسٹی آف تسمانیا آسٹریلیا میں سیب ٹیکنالوجی پر 3 ماہ کے تربیتی کورس میں شرکت کی۔ زیر بحث آرچرڈز میں تخمینہ کاری نومبر 1984 میں مختلف تاریخوں پر کی گئی تھی۔ انہوں نے منصفانہ طور پر اس تجویز کو قبول کیا ہے کہ انہوں نے سیب کی فصل تخمینہ کاری کے حوالے سے کوئی تربیت حاصل نہیں کی تھی لیکن یہ ان کے کام کا ایک حصہ رہا ہے۔ گواہ کھوپڑی کے کیسوں کی تعداد نہیں بتا سکا جس میں اسے تخمینہ کاری کرنے کے لیے بلایا گیا تھا۔ انہوں نے خاص طور پر جے لال اور دیگران کے خلاف کیس میں کہا ہے کہ سیب کے باغ کی پیداواری صلاحیت کا اندازہ لگانے کے لیے کمیشن کے طور پر یہ ان کی پہلی اور آخری ذمہ داری تھی۔

شری پنور کی طرف سے کی گئی تخمینہ کاری پر آتے ہوئے انہوں نے کہا کہ وہ اس کی بنیاد باغ میں سیب کے ہر درخت پر موجود اسپرس کی تعداد پر رکھتے ہیں۔ انہوں نے اس تجویز کو قبول کیا کہ انہوں نے اپنی رپورٹ میں ہر درخت پر موجود اسپرس کی تعداد کا ذکر نہیں کیا اور نہ ہی انہوں نے باغ کے تمام درختوں پر موجود اسپرس کی کل تعداد کا ذکر کیا۔ اس گواہ کے مطابق سیب کے درخت کی پیداواری صلاحیت مختلف عوامل پر منحصر ہوتی ہے؛ لیکن اس نے اپنی رپورٹ میں ایسے کسی عنصر کا حوالہ نہیں دیا تھا۔ گواہ نے اعتراف کیا کہ کبھی فصل دبلی پتلی ہوتی ہے اور کبھی بمپر فصل ہوتی ہے اور یہ کہ بمپر فصل متوقع اوسط فصل سے دوگنا پیداوار دے سکتی ہے۔

غور کرنے پر یہ واضح ہے کہ رپورٹ میں بہت سی اندراجات کی وضاحت کرنے کی ضرورت ہے۔ باغات کے بہت سے درخت؛ درخت کی ان کی متوقع صنعتی عمل صفر کے طور پر دکھائی گئی ہے۔ رپورٹ میں کوئی وجہ نہیں بتائی گئی ہے کہ گواہ نے کیوں محسوس کیا کہ درخت کی پیداواری صلاحیت نہیں ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ اس گواہ کی طرف سے کی گئی تخمینہ کاری کسی طرح کے حساب پر کی گئی ہے جس کی بنیاد رپورٹ میں بیان نہیں کی گئی ہے اور نہ ہی رپورٹ میں سیسر کے حتمی نتائج کی وجہ ظاہر کی گئی ہے۔ رپورٹ کی قبولیت اور وشوسنیتا کا اندازہ لگاتے ہوئے یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ شری پنور نے آرچرڈز کا دورہ صرف اگلے سال کیا اور وہ بھی اس سال کے سیب کا موسم ختم

ہونے کے بعد۔اس پس منظر میں فیصلہ سناتے ہوئے عدالت عالیہ کو یہ قرار دینے کے لیے قصوروار نہیں ٹھہرایا جا سکتا کہ تشخیص کار کی رپورٹ حقیقی مشاہدات یا سائنسی وجوہات سے زیادہ قیاس آرائیوں اور تصانیف پر مبنی ہے۔

عدالت عالیہ نے اس بات پر بھی شک کا اظہار کیا کہ کیا شری پنور کو سیب کے باغات کی پیداواری صلاحیت کے تخمینہ کاری اس موضوع پر ماہر کے طور پر قبول کیا جا سکتا ہے۔یہاں بھی عدالت عالیہ کے فیصلے کو غلط نہیں کہا جا سکتا۔

ایویڈنس ایکٹ کی دفعہ 45، جو ماہرین کی رائے کو قابل قبول بناتی ہے، یہ بتاتی ہے کہ جب عدالت کو غیر ملکی قانون، یا سائنس، یا آرٹ کے کسی نکتے پر، یا تحریر یا انگلی کے نقوش کی شناخت کے بارے میں رائے تشکیل دینی ہوتی ہے، تو اس نکتے پر رائے ان افراد کی ہوتی ہے جو اس طرح کے غیر ملکی قانون، سائنس یا آرٹ میں خاص طور پر مہارت رکھتے ہیں، یا ہاتھ سے تحریر، یا انگلی کے نقوش کی شناخت کے سوالات میں، متعلقہ حقائق ہوتے ہیں۔لہذا، ایک ماہر کے طور پر گواہ کا ثبوت لانے کے لیے یہ ظاہر کرنا ہوگا کہ اس نے اس موضوع کا خصوصی مطالعہ کیا ہے یا اس میں کوئی خاص تجربہ حاصل کیا ہے یا دوسرے لفظوں میں یہ کہ وہ ہنرمند ہے اور اس موضوع کا کافی علم رکھتا ہے۔

ماہر حقیقت کا گواہ نہیں ہوتا۔اس کا ثبوت واقعی ایک مشاورتی نوعیت کا ہے۔ماہر گواہان کا فرض جج کو نتائج کی درستگی کی جانچ کے لیے ضروری سائنسی معیارات فراہم کرنا ہے تاکہ جج اس معیار کو مقدمے کے شواہد سے ثابت ہونے والے حقائق پر لاگو کر کے اپنا آزاد فیصلہ تشکیل دے سکے۔سائنسی رائے کا ثبوت، اگر قابل فہم، قابل اعتماد اور تجربہ شدہ ہو تو ایک عنصر بن جاتا ہے اور اکثر کیس کے دیگر شواہد کے ساتھ ساتھ غور کے لیے ایک اہم عنصر بن جاتا ہے۔ایسے گواہ کی ساکھ کا انحصار اس کے نتائج کی حمایت میں بیان کردہ وجوہات اور فراہم کردہ اعداد و شمار اور مواد پر ہوتا ہے جو اس کے نتائج کی بنیاد بناتے ہیں۔

ماہر کی طرف سے پیش کردہ رپورٹ خود بخود ثبوت میں نہیں جاتی ہے۔عدالت میں گواہ کے طور پر اس سے پوچھ گچھ کی جانی ہے اور اسے جرح کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔اس عدالت نے حاجی محمد اکرم حق بنام ریاست مغربی بنگال، اے آئی آر [1959] ایس سی آر 488 کے معاملے میں عدالت عالیہ کے اس نتیجے سے اتفاق کیا کہ کسی ماہر گواہان کے ثبوت پر اس بنیاد پر کوئی انحصار نہیں کیا گیا کہ اس کا ثبوت محض ایک رائے تھی جس کی کسی بھی وجہ سے تائید نہیں کی گئی تھی۔

غور طلب سوال یہ ہے کہ کیا شری پی سی پنور کا ثبوت، جن سے ماہر گواہان کے طور پر تفتیش کی گئی تھی، اس طرح کے ثبوت کی ساکھ کا فیصلہ کرنے کے لیے اچھی طرح سے قبول شدہ اصولوں تک پہنچتا ہے۔جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے، شری پنور نے اپنی گواہی میں یہ ظاہر کرنے کے لیے کچھ نہیں کہا ہے کہ انہوں نے ریاست ہماچل پردیش میں اپیل کے درختوں کی پیداواری صلاحیت کا اندازہ لگانے کے لیے کوئی سائنسی مطالعہ یا تحقیق کی ہے۔وہ یہ بھی نہیں بتاتا کہ آیا اس نے موجودہ کیس سے پہلے ایسا کوئی کام کیا تھا۔اس میں کوئی شک نہیں کہ ریاستی حکومت کے محکمہ باغبانی کے ایک افسر کے طور پر انہوں نے اس معاملے میں کچھ تجربہ حاصل کیا ہوگا لیکن یہ انہیں اس شعبے میں ماہر بنانے اور اپنی گواہی کو ماہر ثبوت کا لیبل دینے کے لیے کافی نہیں ہے۔شری پنور کی طرف سے پیش کی گئی رپورٹ کا ایک جائزہ جس میں واضح خامیاں اور خامیاں سامنے آتی ہیں۔رپورٹ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ زیر بحث باغات میں کئی درختوں کے خلاف پیداواری

صلاحیت صفر دکھائی گئی ہے۔اس کی وضاحت نہ تو رپورٹ میں کی گئی ہے اور نہ ہی ماہر کے ثبوت میں کہ اس نے کس حالت میں باغ کے کچھ درختوں کو غیر پیداواری قرار دیا تھا۔ پیداواریت تخمینہ کاری کی پوری بنیاد جیسا کہ اس کے جمع ہونے سے ظاہر ہوتا ہے کہ درختوں پر چھلکوں کی گنتی ہے جس کی تفصیلات رپورٹ سے منسلک بہت سے ڈیٹا شیٹس میں درکار ہیں۔ یہاں تک کہ اس کے ثبوت کو اس کی اصل قیمت پر لیتے ہوئے، کچھ معاملات میں باغ کی زیادہ سے زیادہ پیداوار کاشتکار سے خریدے گئے اسٹاک سے کہیں زیادہ مقدار میں ہوتی ہے جس سے پہلی نظر میں یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کاشتکار کے ذریعے خریداری مرکز میں لائے گئے اسٹاک کی کوئی افراط زر نہیں ہوئی ہے جو اس سے خریدا گیا تھا۔تکرار کی قیمت پر یہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ دفاع نے شملہ یونیورسٹی کے باغبانی کے ایک ریٹائرڈ پروفیسر شری ٹھاکر اور سیب کے پھلوں کے کاشت کار شری سمشر سنگھ کے ثبوت پیش کیے ہیں جن کی رائے شری پنور کے شواہد سے متصادم ہے۔فریقین کی طرف سے ریکارڈ پر لائے گئے ماہرین کے شواہد کا موازنہ کرتے ہوئے، اس قطعی نتیجے پر پہنچنا مشکل ہے کہ ملزم افراد نے جان بوجھ کر باغ میں پیدا ہونے والے کھوپڑی والے سیب کی بڑھتی ہوئی مقدار درج کی ہے جو ریاستی حکومت نے خریدی تھی۔

مزید برآں ریاستی خزانے کو دھوکہ دینے کے ملزم افراد کے درمیان سازش کے الزام کی حمایت میں کوئی براہ راست یا حالات کے مطابق ثبوت نہیں ہے اور اس مقصد کے ساتھ کاشتکاروں کی طرف سے لائے گئے کھوپڑی والے سیب کی بڑھتی ہوئی مقدار میں داخل ہوا ہے جیسا کہ پہلے ہی بیان کیا گیا ہے۔ یہ ٹیم کے غیر سرکاری اراکین کا فرض تھا کہ وہ کاشتکاروں کی صداقت اور ان کے ذریعے لائے گئے کھوپڑی والے سیب کے ذخیرے کے بارے میں تصدیق کریں جو ان کے باغات میں اگائے گئے تھے۔طریقہ کار میں یہ ظاہر کرنے کے لیے کوئی شرط نہیں ہے کہ سرکاری ملازمین جو علاقے کے لیے اجنبی ہیں ان کا اس معاملے میں کوئی کردار نہیں تھا۔لہذا، استغاثہ کا مقدمہ، جیسا کہ معروف ایڈیشنل سالیسیٹر جنرل نے دعوی کیا، یہ تھا کہ ملزم کاشتکاروں سے خریدی گئی کھرداری سیب کی مقدار ان کے باغات میں پیدا نہیں کی جا سکتی تھی اور اسٹاک کی بڑھتی ہوئی مقدار اس نتیجے پر پہنچتی ہے کہ اگرچہ یہ عمل ریاستی حکومت کو دھوکہ دینے کی فوجداری سازش کا حصہ تھا، خاص طور پر جب ملزم کاشتکاروں نے یہ موقف قبول کیا کہ انہوں نے ریکارڈ میں درج کردہ اپیلوں کی مقدار فروخت کی ہے اور اس کی قیمت کے طور پر رقم وصول کی ہے۔لیکن اہم عنصر یہ ہے کہ انہوں نے اس الزام کی تردید کی کہ ان کی طرف سے خریداری اور تباہی کے مرکز میں لایا گیا اسٹاک ان کے باغ میں نہیں اگایا گیا تھا۔اس اہم عنصر کو شری پنور کے شواہد سے نتیجہ اخذ کر کے ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ شری پنور کا ثبوت بہت سی غیر تسلی بخش خصوصیات سے گھرا ہوا ہے جو اسے واضح طور پر ناقابل اعتماد بناتا ہے اور کسی بھی صورت میں ملزم افراد کے خلاف لگائے گئے الزامات کو قائم کرنے کے لیے ناکافی ہے۔

پورے کیس کی باریکی سے جانچ پڑتال پر ہمیں یہ کہنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہے کہ عدالت عالیہ کا یہ نظریہ درست تھا کہ استغاثہ ملزموں کے خلاف الزامات قائم کرنے میں ناکام رہا ہے اور انہیں اس سے بری کر دیا گیا ہے۔ نتیجے میں، اپیلوں کو میرٹ سے مبرا ہونے کی وجہ سے مسترد کر دیا جاتا ہے۔

وی ایس ایس

اپیلیں مسترد کر دی گئیں۔

Javeed Ahmed Geelani
2024.10.09 16:55
I am the author of this
document